8

جو شخص فساد، دنگا اور لڑائی کی تلقین کرتا ہے اس میں یہ جرأت بھی ہونی چاہیے کہ وہ اس کا اقرار کرے

(فرمودہ 20 فروری 1953ء بمقام ربوہ)

تشہّد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

"پچھلے دنوں بعض اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی تھی کہ احراریوں کا کوئی جلسہ لاہور میں ہو رہا تھا کہ وہاں کسی احمدی کے مکان پر سے جلسہ میں پتھر پڑے۔ نہایت تعجب بھی اور افسوس بھی ہوا کہ لاہور کی جماعت نے کوئی صحیح اطلاع ہمیں نہیں پہنچائی۔

جماعت اور تنظیم کی غرض یہ ہوا کرتی ہے کہ تمام حصے جماعت کے واقعات سے باخبر رہیں۔ اگر کسی جماعت کے کارکن اتنی ذمہ داری بھی محسوس نہیں کرتے کہ ایسے اہم معاملات میں مرکز کو صحیح حالات سے اطلاع دے دیں تو اور کسی بات کی اُن سے کیا اُمید ہو سکتی ہے۔ پہلا کام تو یہی ہوتا ہے کہ کسی واقعہ کی مرکز کو اطلاع دے دی جائے۔ باقی کام کرنے بعد میں آتے ہیں۔ مثلاً تم اپنے منہ میں لقمہ ڈالتے ہو تو سب سے پہلے تمہیں یہی چیز محسوس ہوتی ہے کہ تمہارا منہ کہتا ہے کہ لقمہ اُس میں آ گیا ہے۔ اگر تمہارے منہ کی یہ حالت ہو کہ تم منہ میں لقمہ ڈالو تو تمہارا منہ تمہیں یہ نہ بتائے کہ اس میں لقمہ آ چکا ہے تو تم خود ہی سمجھ سکتے ہو کہ پھر کھانا بھی ہضم نہیں ہو سکتا۔

تعجب یہ ہے کہ نظارت امورِ عامہ نے بھی ایسی باتیں اخبارات میں پڑھیں لیکن اس نے ان کے متعلق کوئی تحقیقات نہیں کی۔ اس نے لاہور کی جماعت کے افسروں سے یہ نہیں پوچھا کہ وہ کس مرض کی دوا ہیں؟ وہ کس کام کے لیے ہیں؟ اور انجمن کس بلا کا نام ہے۔ ایک واقعہ مشہور ہوتا ہے اور اخبارات میں چھپتا ہے لیکن مقامی جماعت مرکز کو اُس کے متعلق کوئی اطلاع نہیں دیتی۔

بہرحال ایک خبر بعض اخبارات میں چھپی ہے اور کچھ ہمیں افواہیں پہنچی ہیں۔ مثلاً ایک خبر تو یہ پہنچی ہے کہ کسی پاس کے گھر سے کسی احمدی نے جلسہ پر پتھر مارے۔ اور ایک خبر یہ پہنچی ہے کہ کسی پاس کے گھر سے بعض گھریلو اختلافات اور جھگڑوں کی وجہ سے جلسہ پر پتھر پڑے لیکن ساتھ کے احمدی کو بدنام کر دیا گیا۔ پھر ایک خبر یہ بھی پہنچی ہے کہ پتھر ایک احمدی کے گھر سے ہی پڑے ہیں لیکن پتھر مارنے والا ایک پاگل لڑکا تھا جو کچھ عرصہ پاگل خانہ میں بھی رہ چکا ہے۔ اس نے شور سے گھبرا کر پتھر مارے۔ بہرحال چونکہ ہمیں کوئی صحیح روایت نہیں پہنچی اور باوجود اِس واقعہ پر اتنے دن گزر جانے کے نہ مقامی جماعت کو اپنے فرض کا احساس ہوا ہے اور نہ مرکزی ادارے نظارت امورِ عامہ کو اپنے فرض کا احساس ہوا ہے کہ وہ اس واقعہ کی تحقیقات کرتا۔ اس لئے اس پر مزید خاموشی بھی اختیار نہیں کی جاسکتی۔ اگر پتھر پھینکنے والا ایسا آدمی تھا جو احمدی جماعت سے کوئی تعلق نہیں رکھتا اور اُس نے یہ فعل بعض گھریلو جھگڑوں اور اختلافات کی بناء پر کیا ہے تو ہمیں اس کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ وہ آپس میں سمجھ لیں۔ اور اگر وہ کسی احمدی کا لڑکا تھا اور اُس کا پاگل ہونا ثابت ہو اور پھر یہ روایت بھی ثابت ہو کہ وہ ایک عرصہ تک پاگل خانہ میں بھی رہ چکا ہے تو یہ افسوسناک امر تو ضرور ہے لیکن ایک پاگل لڑکے کے فعل پر سمجھدار لوگوں کا شور مچانا کوئی پسندیدہ امر نہیں۔ جو شخص ایک پاگل لڑکے کی حرکت پر جوش میں آجاتا ہے وہ خود بھی عقل کا مظاہرہ نہیں کرتا۔ لیکن اگر تیسری روایت درست ہے کہ ایک سمجھدار اور عقلمند احمدی نے یہ فعل کیا ہے تو صاف بات ہے کہ ہمارا فرض ہے کہ ہم اُس شخص کے اِس فعل سے اپنی براءت کا اظہار کریں۔ اسلام کسی پر حملہ کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ اگر کسی عقلمند اور سمجھدار احمدی نے یہ فعل کیا ہے تو زیادہ سے زیادہ وہ یہ کہہ سکتا ہے کہ وہ لوگ جلسہ میں گالیاں دے رہے تھے اس وجہ سے اُسے جوش آ گیا۔ لیکن قرآن کریم میں یہ مذکور ہے کہ ایسے موقع پر مومن کیا کریں۔ قرآن کریم کہتا ہے کہ اگر کسی مجلس میں کوئی شخص جہالت کی باتیں کرے تو تم اُس مجلس سے اُٹھ کر آ جاؤ[1] یہ نہیں کہ تم اُس

پر حملہ کر دو۔ پس جہاں تک گالی گلوچ کا سوال ہے گالی گلوچ کرنے والا اپنے اخلاق کا مظاہرہ کرتا ہے۔ ایک مومن کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اُس سے لڑنے لگ جائے۔ مومن کے لیے قرآن کریم یہ ارشاد فرماتا ہے کہ وہ اُس مجلس کو چھوڑ کر چلا جائے۔ اگر وہ اُس مجلس میں نہیں بلکہ وہ دوسری جگہ ہے اور وہاں اُسے آواز آتی ہے تو وہ کچھ وقت کے لیے گھر خالی کر کے چلا جائے۔ اور اگر اُسے یہ خیال ہو کہ گھر چھوڑنے کی وجہ سے ممکن ہے کہ دشمن حملہ کر کے اسے لُوٹ لے تو وہ کانوں میں روئی ڈال لے۔ بہر حال قرآن کریم نے یہ کہا ہے کہ مومن ایسی مجلس سے اٹھ کر چلا جائے۔ چاہے وہ اٹھ کر جانا جسمانی طور پر ہو یا عقلی اور فکری طور پر ہو۔ مثلاً کانوں میں روئی ڈال لینا بھی مجلس میں اٹھ کر چلے جانے کے برابر ہے۔ اس کے سوا اور کوئی بات جائز نہیں۔ پس اگر تیسری روایت درست ہو کہ کسی سمجھدار اور عقلمند احمدی نے یہ فعل کیا ہے تو اُسے یاد رکھنا چاہیے کہ اُس نے یہ فعل احمدیت کی تعلیم کے خلاف کیا ہے۔ اُس نے صرف قانونِ وقت کو ہی نہیں توڑا بلکہ قانونِ شریعت (جو دائمی ہے اور اس پر انسانی زندگی کا انحصار ہے) کو بھی توڑا ہے۔ احمدیت اس کے اِس فعل کو کسی صورت میں بھی جائز قرار نہیں دیتی۔ جو فعل اسلام کے خلاف ہے وہ احمدیت کے بھی خلاف ہے۔

اِس کے بعد میں پچھلے جمعہ کے خطبہ کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ میرے گزشتہ جمعہ کے خطبہ کے متعلق احراریوں اور اُن کے ساتھیوں نے شور مچایا ہے کہ دیکھو! امام جماعت احمدیہ نے جماعت کو تلقین کی ہے کہ تم اپنی جگہوں پر دشمن سے لڑتے ہوئے مارے جاؤ۔ میں نے جو کچھ کہا تھا وہ ایک تقریر کے نتیجہ میں کہا تھا جو اس پارٹی کے جو ہمارے خلاف شور مچا رہی ہے ایک لیڈر نے کی تھی۔ میں تو اُس وقت وہاں موجود نہیں تھا۔ مجھے بتایا گیا کہ اُس کی یہ تقریر اخبارات میں چھپی ہے۔ اُس لیڈر نے کہا تھا کہ اگر حکومت نے احمدیوں کو اقلیت قرار دینے کے متعلق جلد کوئی انتظام نہ کیا تو پاکستان میں وہی کچھ ہوگا جو مشرقی پنجاب میں ہوا تھا۔ اُس نے قانون کی زد سے بچنے کے لئے یہ الفاظ بولے تھے ورنہ مشرقی پنجاب میں یہی ہوا تھا کہ ہندوؤں اور سکھوں نے جو اکثریت میں تھے مسلمانوں کو مارا تھا، اُن کے گھروں کو لُوٹا تھا اور اُن کی جائیدادوں کو جلایا تھا۔ یہی بات اب بھی احراری اور اُن کے ساتھی کرنا چاہتے ہیں۔ اب اِس کے جواب کی دو ہی صورتیں ہیں۔ اول یہ کہ وہ کہہ دیں کہ ہم نے یہ نہیں کہا۔ اخبارات نے اگر یہ بیان شائع کیا ہے تو غلط شائع کیا ہے۔ اور اگر وہ یہ بات شائع کر دیں تو بات ہی ختم

ہوجاتی ہے۔ دوسری بات یہ ہوسکتی ہے کہ وہ کہہ دیں کہ ہم نے کہا تو یہی تھا لیکن مشرقی پنجاب میں تو مسلمانوں کے گلوں میں ہار ڈالے گئے تھے اُن کا اعزاز اور اکرام کیا گیا تھا۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کے نعرے بلند کئے گئے تھے۔ مسلمانوں کو ہندوؤں نے مارا پیٹا تو نہیں تھا۔ پس جس طرح مشرقی پنجاب میں ہندوؤں اور سکھوں نے مسلمانوں کا اعزاز اور احترام کیا تھا۔ اسی طرح پاکستان میں بھی احمدیوں کا اعزاز اور احترام کریں گے۔ تم نے مارنا لُوٹنا اور جلانا کہاں سے نکال لیا ہے۔ اگر وہ ایسا کہیں تو تب بھی ایک بات ہے۔ مگر کوئی تیسرے معنے (جن کا اس بات سے کوئی تعلق ہی نہیں) نکالنے کہاں جائز ہیں۔ یا تو کہنے والے نے یہ بات نہیں کہی تھی یا کہی تھی۔ اِس صورت میں ہمارا علم یہی ہے کہ مشرقی پنجاب میں مسلمانوں کو مارا گیا اور ان کے گھروں کو لُوٹا گیا۔ بلکہ تیسری بات یہ بھی تھی کہ مسلمان عورتوں کی عصمت دری بھی کی گئی۔ میں نے اِس بات کو جان بوجھ کر چھوڑ دیا تھا۔ ورنہ مجھے کہنا چاہیے تھا کہ اُس لیڈر نے اشارۃً مسلمانوں کو تلقین کی ہے کہ تم احمدیوں کو مارو، ان کے مکانوں کو لوٹو اور ان کی عورتوں کی عصمت دری کرو۔ اور ہمیں پتا لگتا ہے کہ اُس نے فِی الواقع مسلمانوں کو احمدیوں کی عورتوں کی عصمت دری کرنے کی تلقین کی تھی کیونکہ اس کے بعد سانگلہ ہل میں ہمیں معیّن صورت میں یہ شہادت ملی ہے کہ احمدیوں کے گھروں میں رقعے ڈالے گئے اور انہیں کہا گیا کہ تم اپنے عقیدہ سے باز آجاؤ ورنہ تمہیں قتل کر دیا جائے گا اور تمہاری عورتوں کی عصمت دری کی جائے گی۔ پھر اس کا مزید ثبوت یہ ملتا ہے کہ وہی مولوی جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اُس نے ایسا کہا اُس نے جھٹ غنڈوں کے خلاف جلسے کرنے شروع کر دیئے ہیں تاکہ گورنمنٹ پر یہ ظاہر کیا جاسکے کہ وہ تو غنڈہ گردی کے خلاف ہیں۔ اگر یہ واقعہ نہیں تھا کہ احمدیوں کو اُن کی عورتوں کی عصمت دری کرنے کی دھمکی دی گئی تھی تو اِس کے فوراً بعد غنڈوں کے خلاف جلسے کرنے کا کیا مطلب ہے۔ ایک طرف تو وہ یہ کہتے ہیں کہ اگر حکومتِ پاکستان نے احمدیوں کو اقلیت قرار نہ دیا تو یہاں وہی کچھ ہوگا جو مشرقی پنجاب میں ہوا۔ اور مشرقی پنجاب میں کیا ہوا؟ یہ مسلمانوں کے متفقہ تجربہ سے ثابت ہے۔ پھر دوسری طرف احمدیوں کے گھروں میں رقعے گرنے بھی شروع ہوجاتے ہیں۔ اور تیسری طرف غنڈہ گردی کے خلاف جلسے کئے جاتے ہیں۔ اِن تینوں باتوں کو ملا کر دیکھ لو تو اِس کا وہی نتیجہ نکل آتا ہے جو میں نے بیان کیا ہے۔ آخر غنڈہ گردی آج تو شروع نہیں ہوئی۔ پھر ایسی تقریروں کے بعد فوراً غنڈہ گردی کے خلاف جلسے کیوں شروع کر دیئے گئے۔ صاف بات

ہے کہ قانون کی زد سے بچنے کے لیے ایسا کیا گیا ہے۔ ورنہ آج سے ایک ماہ پہلے بھی لاہور میں بے ایمان اور بدمعاش لوگ عورتوں کی بے عزتی کرتے تھے۔ آج سے ایک سال پہلے بھی لاہور میں بے ایمان اور بدمعاش لوگ عورتوں کی بے حرمتی کرتے تھے۔ آج سے دوسال پہلے بھی لاہور میں بے ایمان اور بدمعاش لوگ عورتوں کی بے عزتی کرتے تھے۔ آج سے اڑھائی سال پہلے بھی لاہور میں بے ایمان اور بدمعاش لوگ عورتوں کی بے حرمتی کرتے تھے۔ تم اخبارات کو دیکھ لو۔ اُن میں یہ واقعات چھپتے رہے ہیں کہ فلاں جلسے میں غنڈوں نے عورتوں کی بے حرمتی کی، فلاں باغ میں غنڈوں نے عورتوں کی بے حرمتی کی۔ اُس وقت تو غنڈوں کے خلاف تقریریں نہیں کی جاتی تھیں۔ لیکن اب اُدھر تو یہ تقریر ہوئی ہے کہ اگر حکومت نے احمدیوں کو اقلیت قرار نہ دیا تو یہاں وہی کچھ ہوگا جو مشرقی پنجاب میں ہوا۔ اور معاً بعد احمدیوں کے گھروں میں رقعے پڑنے شروع ہو گئے اور اس کے ساتھ ہی غنڈہ گردی کے خلاف تقریریں شروع کر دی گئیں۔ اِس کے صرف یہی معنے تھے کہ چونکہ ہم نے تحریک کی ہے کہ احمدیوں کے گھروں کو لُوٹ لو انہیں قتل کر دو ان کی عورتوں کی عصمت دری کرو۔ اس لیے اگر ایسا کیا گیا تو یہ نہ ہو کہ حکومت ہمیں پکڑے۔ اس لیے انہوں نے غنڈوں کے خلاف جلسے کرنے شروع کر دیئے تا گورنمنٹ پر ظاہر کیا جائے کہ ہم مسلمانوں کے اس فعل کے خلاف ہیں۔ حالانکہ سیدھی بات ہے یا تو یہ کہہ دو کہ ہم نے یہ بات نہیں کہی۔ ہم بھی کہہ دیں گے کہ احراریوں اور اُن کے ساتھیوں کا ارادہ فساد کا نہیں ہے، ہم ان پر بدظنی نہیں کرتے۔ وقت آنے پر دیکھا جائے گا۔ لیکن اگر انہوں نے یہ بات کہی ہے اور ابھی تک انہوں نے اس کی کوئی تردید نہیں کی بلکہ ان باتوں کے آثار شروع ہو گئے ہیں، احمدیوں کے گھروں میں رُقعے پڑنے لگ گئے ہیں کہ تم کو قتل کیا جائے گا اور تمہاری عورتوں کی بے حرمتی کی جائے گی اور پھر قانون کی زد سے بچنے کے لئے غنڈہ گردی کے خلاف جلسے بھی منعقد کرنے شروع کروائے گئے ہیں تو ہم نے اگر یہ مفہوم لے لیا کہ احراری احمدیوں کو قتل کرنے، اُن کے گھروں کو لُوٹنے، اُن کی عورتوں کی عصمت دری کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ احمدیوں کو چاہیئے کہ بہادری سے ایسے حملہ آوروں کا مقابلہ کریں اور اپنی جگہ نہ چھوڑیں تو کیا ہوا؟ کیا تم ایک بات کہتے ہو پھر اُس کی تردید بھی نہیں کرتے تو ہم اس سے یہ مفہوم نہ لیں تو کیا کریں؟

یہ بات تو ویسی ہی ہے جیسے کہتے ہیں ایک بنیا تھا اُس کی دکان پر چور آ گیا۔ وہ گھر سے

باہر سو رہا تھا۔ اسے پتا لگ گیا کہ دکان کے اندر چور گھس گیا ہے۔ اس نے باہر سے زنجیر لگالی۔ چور نے سمجھا کہ بنئے بے وقوف ہوتے ہیں میں اگر اسے دھوکا دوں تو یہ مجھے چھوڑ دے گا۔ دکان کے اندر کھانے پینے کی چیزیں ہیں۔ اگر میں یہ ظاہر کروں کہ میں بلی ہوں تو بنیا دروازہ کھول دے گا اور میں باہر نکل جاؤں گا۔ چنانچہ اُس نے دروازہ کے ساتھ پنجہ مار کر میاؤں میاؤں کی آواز نکالنا شروع کر دی۔ شاید اُسے خیال ہو کہ وہ بلی جیسی آواز اچھی طرح نکال سکتا ہے۔ مگر بنیا ہوشیار تھا اس نے میاؤں میاؤں کی آواز سنی تو کہا کوئی بات نہیں صبح ہوگی تو میں پنچوں کو بلاؤں گا۔ اگر پنچ کہیں گے کہ یہ بلی ہے تو میں بھی مان لوں گا کہ بلی ہے۔

اسی طرح یہاں تین چیزیں جمع ہیں۔ ان کو دیکھ کر اگر پانچ عقل منداور شریف آدمی یہ کہہ دیں کہ اگر چہ کہا تو یہی گیا تھا کہ اگر احمدیوں کو اقلیت قرار نہ دیا گیا تو یہاں وہی کچھ ہوگا جو مشرقی پنجاب میں مسلمانوں اور ہندوؤں میں ہوا تھا۔ (گو مشرقی پنجاب میں ہوا تو یہی تھا کہ مسلمانوں کو قتل کیا گیا اُنکے مکان لُوٹ لئے گئے، اُن کی جائیدادوں کو جلایا گیا، اُن کی عورتوں کی بے حرمتی کی گئی) اور اس کے بعد احمدیوں کے گھروں میں رقعے بھی پھینکے جانے شروع ہوگئے اور اس کے بعد غنڈہ گردی کے خلاف تقریریں بھی شروع ہوگئی ہیں۔ لیکن ان سب کا مطلب یہی ہے کہ یہاں بالکل امن رہے گا، فساد نہیں ہوگا تو ہم بھی پنچوں کی بات مان لیں گے۔ لیکن اگر اِن باتوں کو دیکھ کر پانچ عقل منداور شریف آدمی یہ کہیں کہ ان الفاظ کے ذریعہ مسلمانوں کو شرارت کی تلقین کی گئی ہے انہیں کہا گیا ہے کہ احمدیوں کو مارو، ان کے گھروں کو لوٹو، ان کی عورتوں کی بے حرمتی کرو تو ہم مجبور ہیں کہ بلی کو بلی اور چور کو چور سمجھیں جو شخص فساد، دنگا اور لڑائی کی تبلیغ کرتا ہے۔ اُس میں یہ جرأت بھی تو ہونی چاہیے کہ وہ اعلان کرے کہ ہم ایسا کریں گے۔ مثلاً غیر احمدی یہ کہتے ہیں کہ جہاد کے یہ معنے ہیں کہ غیر مسلم حکومتوں سے بلا وجہ لڑ پڑو۔ اور وہ اپنا یہ عقیدہ کھلے بندوں بیان کرتے ہیں۔ مودودی صاحب نے تو خوب زور سے اِس پر مضمون لکھے ہیں۔ ایسی حالت میں کوئی شخص انہیں یہ نہیں کہہ سکتا کہ وہ دھوکا کر رہے ہیں۔ لیکن جب وہ ایک طرف ایسی باتیں کرتے ہیں جن میں فساد کی تلقین کی گئی ہے اور دوسری طرف ان پر پَردہ ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں تو کہنا پڑتا ہے کہ وہ لوگوں کو دھوکا دے رہے ہیں۔ ہم اقلیت ہیں یا نہیں۔ لیکن پاکستان میں اَور اقلیتیں بھی تو ہیں۔ پاکستان میں عیسائی بستے ہیں، ہندو بستے ہیں، بُدھ بستے ہیں۔ ان

کے علاوہ اَور قومیں بھی بستی ہیں۔ تم جنہیں چاہو اقلیت قرار دے لو۔ لیکن انہیں یہ معلوم بھی تو ہونا چاہیئے کہ ان سے کیا سلوک ہوگا۔ کیا انہیں مارا جائے گا؟ لُوٹا جائے گا؟ اور ان کی عورتوں کی بے حرمتی کی جائے گی یا انہیں امن سے رہنے دیا جائے گا؟ یہ تو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ وہ مارے جائیں یا نہ مارے جائیں۔ لیکن جب تم ایسا کرو گے تو دنیا سے کس سلوک کی امید کرو گے دنیا اس اعلان کے بعد خود فیصلہ کر لے گی کہ ایسے عقیدے رکھنے والوں کے خلاف کیا سلوک کیا جانا چاہیئے۔

واقعہ صرف اتنا ہے کہ احراریوں کے ایک لیڈر نے تقریر کی ہے۔ اخبارات میں چھپا ہے کہ اُس نے کہا کہ اگر حکومت نے ہمارے مطالبات کو پورا نہ کیا تو یہاں وہی حالات پیدا ہو جائیں گے جو مشرقی پنجاب میں پیش آئے تھے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ مشرقی پنجاب میں مسلمانوں کو قتل کیا گیا۔ اُن کے گھروں کو لُوٹا گیا، اُن کی جائیدادوں کو جلایا گیا، اُن کی عورتوں کی بے حرمتی کی گئی۔ جب تک یہ دونوں چیزیں موجود ہیں ہم مجبور ہیں کہ ہم اِن سے یہ نتیجہ نکالیں کہ احمدیوں کو مارا جائے گا، ان کو لُوٹا جائے گا اور ان کی عورتوں کی بے حرمتی کی جائے گی۔ ورنہ تم اِن الفاظ کا انکار کر دو۔ یا تو تم یہ کہو کہ ہم نے ایسا نہیں کہا۔ اور یا یہ کہو کہ مشرقی پنجاب میں ایسا نہیں ہوا۔ تو پھر ہم بھی اپنا نظریہ بدل لیں گے اور سمجھ لیں گے کہ ہم سے غلطی ہوئی۔ ہم نے سنا تھا کہ مشرقی پنجاب میں مسلمانوں پر ظلم ہوا تھا۔ لیکن اب پتا لگا ہے کہ وہاں مسلمانوں کی عزت کی گئی تھی، اُن سے پیار کیا گیا تھا، اُن کا احترام کیا گیا تھا۔ اب مسلمان جو اکثریت میں ہیں وہی اعزاز اور احترام احمدیوں کا کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن اگر ایسا نہیں تو جو نتیجہ میں نے نکالا وہ درست ہی نہ تھا بلکہ جو گند اُس تقریر میں تھا اُسے پوری طرح اُس خطبہ میں بے نقاب نہیں کیا گیا تھا۔ (الفضل 22 فروری 1953ء)

1: وَاِذَا رَاَیۡتَ الَّذِیۡنَ یَخُوۡضُوۡنَ فِیۡۤ اٰیٰتِنَا فَاَعۡرِضۡ عَنۡہُمۡ حَتّٰی یَخُوۡضُوۡا فِیۡ حَدِیۡثٍ غَیۡرِہٖ ؕ وَاِمَّا یُنۡسِیَنَّکَ الشَّیۡطٰنُ فَلَا تَقۡعُدۡ بَعۡدَ الذِّکۡرٰی مَعَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِیۡنَ۔ (الانعام: 69)